جمیل الرحمٰن

سکالر پی ایچ۔ڈی اُردو

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

"سنسکرت اُردو لغت :مؤلفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد انصاراللہ" کا تحقیقی مطالعہ

Prof Dr. Mohammad Ansar Ullah has compiled a dictionary namely "Sanskrit Urdu Luaghat" that is a great work to understand the relationship of different languages of different ages of different areas. Sanskrit is a primitive language of subcontinent that remained the language of religious aristocracy and dogma. With the passage of time its usage became limited. Sanskrit has a great influence on local languages and Urdu too. In this article it has been tried to understand number of words that are commonly used and understood in Urdu and other languages at local level.

علم لسانیات پر کام کرنے والے محققین کی تعداد دوسرے موضوعات پر قلم اُٹھانے والوں سے کم ہی رہی ہے۔ زندہ اور روزمرہ زبان وبیان کے وسیلوں کے طورپر استعمال ہونے ولی زبانوں پر تو مختلف سطحوں پر کام جاری رہتا ہی ہے لیکن متروک ، قدیم اور تاریخی حوالہ رکھنے والی بولیوں اور زبانوں پر تو کام نہ ہونے کے برابر ہے۔اردو زبان وادب کے حوالے سے اگر جائزہ لیا جائے تو ، ماہرینِ لسانیات کے ہاں جن مباحث نے جنم لیا وُہ اُردو کے دامن کو وسیع کرنے اور دوسری زبانوں، لہجوں کو اپنے اندر قدرتی طور پر سمو لینے کی خاصیت کا رد کر دیتے ہیں۔ماضی میں اُردو کے مُولد و ماخذ کی نشاندہی پر دور دور سے کوڑی لائی جاتی رہی ہے گویا ہر لسانی نظریہ اپنی جگہ پر مستقل اور قائم بالذات تھا۔اُردو کو عربی اور فارسی کے الفاظ و تراکیب نے بوجھل کر دیاگیا۔مقامی بولیوں اور مذہبی ، سنسکرت کے الفاظ کو وہ وقعت ، رفعت اور مقام حاصل نہ ہوسکا جس کے وہ سزاوارتھے۔یہ امر اُردو کے لیے خوش آئند ہوسکتا ہے کہ اُردو کو محض ایک علاقے ، ایک مذہب اور ایک نسل کی زبان قراردے کر جمود کا شکار نہ کیا جائے۔ایک شخص کی طرح ایک زبان کو بھی ناروا تقدس ، عظمت کی گرہوں میں باندھ دیا جاتارہا ہے۔یہی حال سنسکرت زبان کے ساتھ ہوا کہ ہندومت میں برہمن کے مذہبی تسلط کے اشارات میں ایک اشاریہ سنسکرت کی زبان کا بھی تھا جو عام لوگوں کے برعکس طبقہ خواص سے متعلق رہی۔ہوتے ہوتے یہ زبان قصۂ پارینہ بن گئی۔لفظ "سنسکرت "کا مطلب اصلاح شدہ ،پورا کیا گیا ، چمکا یا گیا ، لپکایا ہوا ، پاک شدہ ہے[۱] بہ حیثیتِ زبان تاریخ شاہد ہے کہ دربارِ شاہی میں سنسکرت کو وہ حیثیت حاصل تھی جو مسلمانوں کی ہندوستان آمد اور فتح کے بعد فارسی ، اُردوئے معلیٰ کو حاصل رہی۔اِس ضمن میں شان الحق حقی نے لکھا ہے:

"جہاں تک سنسکرت کا تعلق ہے ، یہ بات اب محتاجِ ثبوت نہیں کہ اس دور میں بھی جب کہ درباری و ثقافتی زبان سنسکرت کو اتنا مالا مال کیا ، اپنے گھر میں پراکرت ہی بولتا تھا۔ یہ لسانی تاریخ کی ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ آخر کا ر بازار کی زبان دربار کی زبان پر غالب رہتی ہے۔ آج کی شائستہ زبانیں ایک زمانے میں بازار ی بولیاں ہی تھیں۔ جیسے کہ فرانسیسی ، ہسپانوی اور جدید اطالوی جنھوں نے کلاسیکی لاطینی کی جگہ لے لی اور وہ ایک تاریخی ترک بن گئی ، وہ بھی اس بناپر کہ سنسکرت کی طرح اسے بھی کچھ مذہبی تقدس حاصل تھا۔" (۲)

شان الحق حقی نے اِس نظریے کو رد کیا ہے کہ پراکرتیں سنسکرت کی بیٹیاں ہیں۔ سنسکرت زبان بھی دیگر زبانوں کی طرح اپنے آغاز سے ارتقائی منازل کی طرف بڑھی اور اس پر مقامی بولیوں کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔ایک دلچسپ فروگذاشت جو ہمارے لغت نویسوں سے متعلق رہی ہے وہ یہ کہ انہوں نے سنسکرت اور ہندی کو بیشتر ایک ہی زبان سمجھا اور لکھا۔اُردو کے بعض لُغت نگاروں نے جیسے کہ پلیٹس اور فیلن ، الفاظ کا اِشتقاق بھی درج کیا ہے اور اکثر ہندی نژاد الفاظ کی سنسکرت شکلیں بتائی ہیں جبکہ اُردو لغت نگاروں نے اشتقاقِ لفظی کی طرف توجہ نہیں دی۔ عربی کے لیے "ع" فارسی کے لیے "ف" اور باقی الفاظ کے لیے ہندی کی "ہ" لکھنا کافی سمجھتے رہے ہیں۔(۳)

سنسکرت اور ہندی کو ہندوؤں کی زبان بتانا اور ان کے جاننے اور سیکھنے سے کلیتاًدست کش ہو جانا ایک لسانی محرومی اور بد قسمتی ہے۔ہندوستان میں سنسکرت پر بہت سا کام سامنے آیا ہےاور اردو زبان میں سنسکرت کے حوالے سے کام کی ضرورت پرزور دیا جا تا رہا۔خدا خدا کرکے "سنسکرت ارُدو لغت"کے نام سے ڈاکٹر محمد انصاراللہ نے کم و بیش دو ہزار سنسکرت الفاظ کو دیوناگری رسم الخط کے بجائے اُردو رسم الخط مع اعراب مرتب کیا ہے جس کی اشاعت کا اہتمام مقتدرہ قومی زبان ، اسلام آباد نے کیا۔ڈاکٹر جمیل جالبی کے نزدیک سنسکرت اُردو لغت ، اُردو کی پہلی لغت ہے جو اُردو رسم الخط میں تحریر کی گئی ہے ۔ (۴)پرویز ظہیراحمد صدیقی (دہلی) نےاس لغت کو سرمایۂ اردو کے لیے خوش آئند قرار دیا اس کے ساتھ ہی اس کو وسعت دینے پر اصرار کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اِس لغت کا دائرہ محض مہرشی شیو برت لال ورمن کی تصانیف کے گرد گھوم رہا ہے مناسب ہو گا اگر انصار اللہ صاحب اس دائرہ کو وسیع کر دیں اور اس کے ساتھ ، ایسے الفاظ کی ایک فہرست الگ بنا دیں جو اُردو کے لیے قابل قبول ہیں یا اُردو میں استعمال ہو رہے ہیں۔ یہ کا م اساتذہ اور طلبہ دونوں کے لیے مفید ہو گا نیز سیاست نے جو زبانوں کے درمیان مغائرت کی دیواریں کھڑی کر دی ہیں ان کو اگر توڑا نہیں جا سکتا جب بھی ان میں شگاف تو ضرور پیدا ہو جائے گا۔یہ دونوں زبانوں کے لیے شگون نیک ہو گا۔"(۵)

پروفیسر ڈاکٹر محمد انصار اللہ نےاپنے مبسوط مقدمہ میں سنسکرت زبان کے وجود کا سراغ تاریخی ،تہذیبی حوالوں سے لگایا کہ کس طرح آریاؤں اور دراوڑوں کے مابین تہذیبی ، لسانی لین دین ہوااور سنسکرت جیسی زبان کو فروغ حاصل

ہوا۔ان کے مطابق اس زبان کی ترویج اور بولنے چالنے میں صرف ہندو ہی پیش پیش نہ تھے بلکہ مسلمان علماءاور صوفیا نے تبلیغِ دین کے لیے اس زبان کو سیکھا اور برتا۔سنسکرت زبان کا رسم الخط،تلفظ اور املامرورزمانہ کے ساتھ بدلتا رہا ہے۔ مذہبی زبان ہونے کے ناتے تمِل، ملایالم، تیلگو اور نندی ناگری(دیوناگری)یا برھمی (براہمی)رسم الخط میں سنسکرت زبان کو محفوظ کردیاگیا۔گیتا، اپنشد،الّوپنشد تک ہی یہ زبان محدود نہ رہی بلکہ سنسکرت زبان سے دیگر زبانوں اوردیگر زبانوں سے سنسکرت زبان میں ترجمے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

البیرونی نے "کتاب الہند "لکھ کر سنسکرت اور اس ملک کے حالات و معاملات سے واقفیت بلکہ مہارت کا عمدہ ثبوت پیش کیا۔ سلطان محمود غزنوی نے سکّوں پر سنسکرت زبان میں کلمہ طیبہ کا ترجمہ لکھوا کر نہ صرف اس زبان کو سلطنت کی زبان کا درجہ عطا کیا بلکہ ان سکوں کے توسط سےاِسلامی عقائد کو ہندوستانیوں کی گرہوں میں بھی بندھوا دیا تھا ۔[۶] یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قرآنِ پاک کا زبانِ سنسکرت میں ترجمہ کیا گیااور رئیسۂ بھوپال شاہجہان بیگم نے "خزانہ اللغات "(چھے زبانوں کا لغت) کے نام سے ایک لغت شائع کیا تھا۔ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی بھی زبان کا راستہ قومی ، مذہبی تعصبات کی بنیاد پر مسدود نہیں کیا جا سکتا۔

ڈاکٹر محمد انصاراللہ نےاس لغت کی بنیاد تو مہرشی شیورت لال ورمن کی ان تصانیف پر رکھی جو سنسکرت سے اُردو کے قالب میں ڈھلیں۔تاہم فاضل مصنف نے اپنے تئیں ان الفاظ کو بھی جگہ دی جو ہمارے میڈیا پر بالعموم استعمال ہوتے ہیں جنہیں اردو دان طبقہ بھی بہ آسانی سمجھ بھی لیتا ہے۔یہاں مہرشی شیورت لال ورمن کی سنسکرت سے اُردو میں ترجمہ شدہ کتب کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ اپنشدوں کا فلسفہ یا اپنشد بھومیکا، امرتسر ، جولائی ۱۹۶۲ء
۲۔ ایتریہ اپنشد ، الہٰ آباد۔مارچ ۱۹۶۸ء
۳۔ پنچ وشی اُردو، لاہور، ۱۹۱۷ء
۴۔ چھاندوگیہ انپشد، الہٰ آباد، جنوری تاجون۱۹۲۹ء
۵۔ راج یوگ، لاہور، طبع اوّل
۶۔ سویتا سوتر اپنشد ، الہٰ آباد ، اپریل ۱۹۲۸ء
۷۔ شریمد بھگوت گیتا، سکندرآباد۱۹۷۷ء
۸۔ قدیم آریاؤں میں علم تحریر کا رواج ، ہریدوار۱۹۰۳ء
۹۔ کوشتکی برھمن اپنشد ، الہٰ آباد ، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۳۸ء
۱۰۔ مہاراماین، گور کھپور، ۱۹۳۸ء
۱۱۔ میتری اپنشد ، بنارس ، مئی ۱۹۲۸ء

۱۲۔ وضعدار موتی، لاہور، ۱۹۲۸ء

لغت میں درج الفاظ کی تعداد کچھ زیادہ نہیں۔ فہرست الفاظ میں ان لفظوں کا مطالعہ بڑا دلچسپ ہے جو اُردو زبان کے ساتھ پاکستان کے دیگر خطو ں میں آسانی سے سمجھے جا سکتے ہیں۔ قبل ازیں حافظ محمود شیرانی نے "بابر نامہ"، "آئینِ اکبری" اور "تازکِ جہانگیری" میں سنسکرت الاصل الفاظ کی نشاندہی کی تھی جو سرائیکی زبان بولنے والوں کے ہاں عام استعمال ہوتے ہیں۔[۷] سنسکرت اُردو لغت سے ان الفاظ کی فہرست پیش ہے جو اس بات کے لیے دلیل ہے کہ یہ الفاظ اُردو بولنے والوں کے لیے کچھ اجنبی نہیں۔

آلس (سُست۔ کاہل ص۲۱)، اُپدیش (نصیحت۔ وعظ ص۲۳)، اداس (پریشان ص۲۵)، اِشٹ۔ اشٹانگ (آٹھ اعضاوالا۔ چھٹانک ص۶۸) آگن، اَگنی (آگ۔ ص۲۹) اَنّ (اناج۔ غذا ص۳۰)، انگ (حصّہ۔ عضوص۔ عضوص۳۱) اَنگل (انگشت ۔انگلی۔ ص۳۱) ایکتا (یک سانیت۔ اتحاد ص۳۴)، بانجھ (بغیر دودھ کی۔ ص۳۵)، بَل (طاقت ص۳۶)، بندھ (باندھنا۔ جکڑنا ص۳۶) ، بھا (آگ۔ چمکنا۔ روشنی ص۳۶)، بَھسمن (راکھ۔ خاک ص۳۷)، بھوگ (بھج۔ کھانا) کھانا پینا۔ بھگتنا۔ برداشت کرنا ص۳۸) بھیل، بھیلو (ریچھ۔ بھالو ص۳۸) پاپ (گناہ ص۳۸)، پُران ، پرانا (ماضی کے قصے ص۴۱)، پور (جسم ، شہر ص۴۴)، پوَن (ہوا ص۴۴)، بَھل (ثمر۔ نتیجہ ص۴۵) تڈ (ماردھاڑ۔ ص۴۵)، تَپ (اگ۔ گرمی۔ سورج ص۴۵) تھتکار (تھو تھو کرنا ص۴۷)، جاپ (دعاکرنا۔ تسبیح کرنا ص۴۷)، جَل (پانی۔ چراغ کی لو ص۴۸)، جھنکار (جھنجھناہٹ ص۴۹)، چَر (گھاس چرنا، کھانا ، مشق کرنا ص۵۰)، چِنتا (فکر۔ غور ص۵۰)، چول (اٹھانا ص۵۱)، چیلم ، چیلا (لباس ، خادم ص۵۱)، چھایا (سایہ ، چھاؤں ص۵۱)، داس (مرید۔ غلام ص۵۲)، درشن (دیکھنا ص۵۲)، دُو (دو۔ دونوں ص۵۳)، دُویت (دُوئی۔ شرک ص۵۴) دیو (جو دنیا کو تماشا گاہ سمجھ کر کھیلتا ہے ص۵۴)، دیوتا (چمکنے والا، دیو کی مورت ، آفتاب ص ۵۴)، دھرم (جو بات دِل سے اختیار کی جائے۔ مذہب ص۵۵)، ڈمرو (ڈگڈگی ص۵۶)، ڈوم (ہندوؤں کی بہت نیچی ذات یہ بین بجاتے اور تھرکتے ہیں۔ ص۵۶)، ڈھور (جانور۔ مویشی ص۵۴)، راج (سردار۔ راجا ص ۵۴)، راش ، راشی (بارہ بروجِ آسمانی، اعلاد ، ڈھیر، کھلیان، ذخیرہ ص۵۴)، رام (حسین، محبوب ، سانولا ص۵۷)، رَس (جوہر، عرق، پانی ص۵۴)، رسیہ (رس والا، پسندیدہ ص ۵۸)، رِشی (روشنی کی کرن، سنیاسی، نیک روح ص ۵۸)، روپیہ (چاندی یا سونے کا سکہ ص۵۹)، رُوپ (جسے دیکھا جاسکے۔ صورت ص۵۹) سادھ ، سادھو (سادھنا کرنے والا ، عمدہ ، مقدس ص۶۰)، ساگر (سمندر۔ بحر ص۶۰) سانجھ (شام ، دن کا آخر ص۶۱)، سایہ (شام ، آخر ص۶۱) سجن (عزیز۔ رشتہ دار ص۶۲) سرنگ (زمین کے نیچے کھود کر بنایا ہوا رستہ ص۶۲)، سوروپ ، سُروپ (اپنی صورت۔ حُسن ص۶۲) سندیش، سندیسا (پیغام۔ خبر ص۶۵) سواد (مزا۔ لذت ص ۶۶) ، سوموار (دو شنبہ۔ پیر ص۶۷)، سُوَئمبَر (اپنے لیے بر یعنی شوہر انتخاب کرنا ص۶۸)، شانت، شانتی (سکون ، خاموشی ص۶۸)، شبد (آواز ۔ لفظ۔ شعر کی ایک قسم ص۶۸)، شِری (حسن ۔ عظمت ص۷۰) شکنتلا (مشہور ڈراما۔ مینکا پری کی بیٹی ص۷۰) شلوک (تحسین کرنا، شعر، ضرب المثل ص۷۰)، کاٹھ، کاٹھی (جسمانی ساخت ص۷۲) ، کال (وقت۔ رُت۔ موت کا دیوتا

ص۷۲)کانڑ(ایک آنکھ والا ۔ کانا ص۷۲)، کَشٹ(دکھ۔ تکلیف ص۷۴)، کَل(مشین)، کَلنک(داغ۔ کالا دھبا۔ بدنامی ص۷۴)، کھاٹ (ارتھی جس پر مُردہ کو رکھ کر چِتا تک لے جاتے ہیں ص۷۶)، کھاد (کھانا۔ نگلناص۷۷)، کھنڈت(برباد۔ ٹکڑے ٹکڑے ص۷۷) ، گا(چلنے والا۔ شلوک۔ شعر۷۸)، گاتر، گویا(موسیقار ص۷۸) ، گال (گالی۔ بد کلامی ص۷۸) ، گمبھیر(گھنا، گہرا۔ سنجیدہ ص۷۸)گرنا(متحرک ہوناص۷۹) ، گرنتھ (کتاب۔ دولت سرمایہ ص۷۹) ، گلّ)گلا۔ گردن) گُن ، گُنٹر (وصف اچھا اور بُرا ص۸۰)، گوتم (جنت کی خواہش میں تھکا ہوا۔ رشی۔ بُدھ ص۸۰)، گورو، گرو (گری بولنا۔ وعظ وتلقین کرنے ولا ص۸۱)، گُپھا(گڑھا۔ غار۔ بِل۔ چھپنے کی جگہ ص۸۱) ، گیان (معرفت۔ علم عرفان ص۸۱) ، گیتا ، گیت(مکالماتی نظمیں۔ گیتاص۸۱)، گھاس(خوراک) لالا(تھوک۔ رال ص۸۲)، بوجھ (لالچ۔ حرص ص۸۳) ، لوک (نظام عالم۔ سیارہ۔ جنت اور جہنم ص۸۳) ، لونٹر ، لَوَن (کھاری۔ نمکین۔ محبوب۔ جہنم کا ایک طبقہ ص۸۴) ،مالا(ہار۔ لڑی ص ۸۵)،مانس (گوشت ص ۸۵)لوہ(لال رنگ کا ، تانبے یا لوہے کا بنا ہوا ص۸۴) لیپ (ابٹن۔ مرہم ص۸۴) ، لیلا (کھیل۔ تماشا ص۸۴) ، ماس (مہینا۔ بارہ کا عدد ص۸۵)، مانِک (قصائی ص۸۰)، مایا (طلسم۔ خیال۔ فریب۔ جعل ص۸۰) ، مَچھ (مچھلی ص۸۶) ، مَس(سیاہی۔ کاجل۔ سرمہ ص۸۶) ، مُکت(چھٹکارا۔ نجات ص۸۶) ، مُکھیا (سردار۔ بڑاص۸۷) ، مَل (میل۔ گندگی۔ گوبر ص۸۷)، ممتا (دل کا جذبہ۔ اپنا نفع ص۸۷) ، ملیچھ(غیر مہذب۔ پردیسی۔ غیر آریہ۔ ناپاک ص۸۷)، مُنش (من والا۔ سوچنے والا۔ آدمی ص۸۸) ، مَنش (دل۔ فہم۔ عید۔ خواہش ص۸۸)، موہ (غشی۔ بے ہوشی۔ دکھ۔ دھوکا۔ غلط فہمی۸۹)، موہن (بے قرار کرنے ولا۔ پرکشش۔ دلفریب ص۸۹)، مہابھوت (پانچ ہیں: آسمان۔ زمین۔ ہوا۔ آگ اور پانی ص۸۹)، ناتھ (خدا۔ محافظ۔ بیل کی ناک میں ڈالا ہوا رسہ ص۹۰)، ناٹ (رقص ص۹۰) ،ناج (اناج۔ غذاص۹۰)، ناستک(بدمذہب۔ بے دین۔ دہریہ ص۹۱)، ناگ (سانپ۔ کالاسانپ۔ ایک خیالی دیوتا جس کا سر آدمی کا باقی دھڑ سانپ جیسا ہے اور جو پاتال میں رہتا ہے ص۹۱)، نام (اسم ص۹۱) ،ناوا (کشتی۔ ناؤص۹۲) نِت (ہمیشہ۔ دائم ص۹۲) ، نِرمل (شفاف۔ صاف)، نرکس(بے مزہ۔ پھیکا)، نروان (پھونک مار کر اڑادینا۔ دائمی سکون۔ نجات ص۹۳) ، نمسکار، نَمسیتَ(سر جھکانا۔ پوجا کرنا۔ مؤدبانہ آداب ص۹۴)، نہیہ (نہیں۔ قطعی نہیں ص۹۴)، نیہہ (محبت۔ تعلق ص۹۰) ، واگا (واگ۔ باگ۔ لگام ص۹۶) ، وانٹر(بان ص۹۶) ، وچار، بچار(فکر۔ غور۔ خیال ص۹۷)، وچارک (غور کرنے والا۔ فیصلہ کرنے ولا ص۹۷) وَس(بَسنا۔ رہنا۔ ٹھہرناص۱۰۰) ،وَن، بن (جنگل ص۱۰۲)یوگ، جوگ(حقیقت تک پہنچنے کا طرزِ عمل اور فلسفہ ، عبادت۔ یکسوئی ص۱۰۸) ۔

سنسکرت زبان سے آنے والے ان الفاظ کو ہمارے خطے کے لوگ نہ جانے کتنی صدیوں سے بِلا سوچے سمجھے بولتے چلے آرہے ہیں۔ لفظ کبھی بھی مجرد اورحادثاتی طور پر جنم نہیں لیتے بلکہ ان کے عقب میں ایک بھرپور تاریخی روایت، مِتھ(Myth)اور تہذیبی شعور موجود ہوتا ہے۔ تاریخ عالم اور تاریخ اِنسان پر نظر رکھنے والے لسانی شناختوں کو نظر انداز نہیں کرسکتے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد انصار اللہ ، ڈاکٹر ، سنسکرت اردُو لغت ، مقتدرہ قومی زبان، اِسلام آباد، طبع دوم۲۰۰۷ص۶۵

۲۔ شان الحق حقی ، لسانی مسائل و لطائف مشمولہ مضمون اردُو اور سنسکرت ،مقتدرہ قومی زبان، اِسلام آباد، طبع اوّل

۱۹۹۶ء،ص۱۱۳-۱۱۴

۳۔ ایضاًص۱۱۷

۴۔ جمیل جالبی ، ڈاکٹر، پیش لفظ مشمولہ سنسکرت، اردُو لغت مقتدرہ قومی زبان، اِسلا م آباد، طبع دوم۲۰۰۷ءص۴

۵۔ ظہیر احمد صدیقی، پروفیسرمشمولہ تبصرہ سنسکرت اردُو لغت ص ۳

۶۔ محمد انصار اللہ ، ڈاکٹر، مقدمہ مشمولہ سنسکرت اُردو لغت ص۱۰

۷۔ شکیل پتافی ، ڈاکٹر، تہذیبی خدوخال ، اردو سخن چوک اعظم (لیّہ) اشاعت اوّل نومبر ۲۰۱۵ءص۶۴